© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہات

کھیل کی حد سے زیادہ اہمیت: خلافِ عقل و شریعت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

جسمانی صحت تندرستی تنومندی توانائی چستی مضبوطی اور بدنی طاقت شرعاً کئی اعتبار سے نہ صرف محمود و مستحسن ہے بلکہ بعض اوقات مطلوب بھی ہوتی ہے۔ جس کی تائید متعدد نصوص شریعہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً

(الف) قرآن مجید نے بتایا ہے کہ اللہ کریم کی طرف سے حضرت طالوت علیہ السلام کے بطور بادشاہ انتخاب پر بنی اسرائیل نے اعتراض کیا تو ان کے پیغمبر (حضرت شموئیل علیہ السلام) نے طالوت کے استحقاقِ بادشاہت کیلئے نقلی دلیل کے بعد عقلی دلیل دیتے ہوئے فرمایا:

وزاده بسطة فى العلم والجسم (سوره البقره: ۲۴۷)

اور اللہ نے اسے (طالوت کو) علم و جسم دونوں میں کشادگی زیادہ دی ہے۔

(ب) قرآن مجید نے حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک صاحبزادی کا وہ مشورہ ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بطور اجیر (ملازم) رکھنے کیلئے باپ سے کہا:

يابت استاجره ان خيرمن استاجرت القوى الامين (سورة القصص: ۲۶)

اے ابا جان ان (حضرت موسیٰ) کو نوکر رکھ لیجیئے کیونکہ اچھا نوکر وہی ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔

(ج) مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

واعدوالهم مااستطعتم من قوة (سورة الانفال: ۶۰)

اور ان (دشمنان دین) سے مقابلہ کیلئے جہاں تک تم سے ہو سکے اپنی طاقت بڑھاؤ۔

یہاں "من قوة" کا لفظ عام ہے جس میں عددی قوت، سامان جنگ کی قوت، آلات وفنون حرب کی قوت کے علاوہ جہاد کیلئے جسمانی قوت ورزش بھی شامل ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ نبی کریم ﷺ بذات خود گھڑدوڑ، نیزہ بازی اور تیراندازی کے مقابلے منعقد کرتے اور ان مقابلوں میں حصہ لینے والوں کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:

(۱) صحیح بخاری (کتاب العیدین): ۱: ۱۳۰ طبع کراچی

(۲) بخاری کتاب الجہاد والسیر

(۳) مشکوٰۃ باب اعداد آلۃ الجہاد

(د) موسوعۃ اطراف الحدیث میں مسند احمد، صحیح مسلم، کنزل العمال، سنن ابن ماجہ اور دیگر کتب حدیث کے حوالے سے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

المؤمن القوی خیر واحب الی اللّٰہ من المؤمن الضعیف (موسوعة اطراف الحدیث مؤلفہ محمد سعیدزغلول ج۸ص ۶۴۷ بیروت)

طاقتور مؤمن اللہ کے نزدیک کمزور مؤمن سے زیادہ بہتر اور زیادہ پسندیدہ ہے۔

ان نصوص شریعہ سے اندازہ ہو گیا ہو گا کہ جسمانی صحت و تندرستی اور طاقت صرف مستحسن ہی نہیں بلکہ جہاد و دفاع کے نقطہ نگاہ سے تو واجب بھی ہے کیونکہ فقہی قواعد کی رو سے مندوب و مستحسن امر کے حصول کے ذرائع مندوب و مستحسن اور واجب امر کے حصول کے ذرائع بھی واجب قرار پاتے ہیں۔

اس تمہید کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی کھیل اگر جسمانی صحت جسمانی ورزش، جسمانی طاقت بڑھانے اور دفاع کی تیاری کیلئے ہو اور شرعی طور پر اس میں کوئی محظور چیز نہ ہو تو وہ بلا شبہ جائز اور مستحسن ہو گا۔ اگر صرف تفریح، وقت گزاری اور دل بہلانے کیلئے ہو بشرطیکہ اس میں کوئی دوسری شرعی قباحت نہ پائی جائے تو زیادہ سے زیادہ مباح ہو گا اور اگر وہ ترک فرائض و واجبات کے علاوہ شرعاً کئی دوسرے محظورات و ممنوعات کا ذریعہ بنتا ہے تو قطعاً جائز نہیں ہو گا کیونکہ شریعت کا اصول ہے۔

کل امر یتذرع بہ الی محظور فھو محظور (مشکوٰۃ ص: ۱۵۶ طبع کراچی)

ہر وہ معاملہ جو شرعاً کسی ممنوع چیز کا ذریعہ بنے، ممنوع ہے۔

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی نے لکھا ہے جس کھیل میں جوا نہ ہو ان میں بعض حرام اور بعض مباح ہیں۔

لکن لا یخلو کل لھو غیر نافع من الکراھۃ لما فیہ من تضییع الوقت والانشغال عن ذکر اللّٰہ وعن الصلوٰۃ وعن کل نافع مفید (الفقہ الاسلامی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وادلة:۳:۵۷۱ طبع دارالفکر دمشق۱۹۸۹ء)
لیکن کوئی بھی غیر مفید کھیل کراہت سے خالی نہیں کیونکہ وہ وقت جیسی قیمتی چیز کے ضیاع کے علاوہ ذکر اللہ۔ نماز اور کئی دوسرے مفید کاموں سے غفلت اور لا پرواہی کا سبب بنتا ہے۔
شطرنج کی حرمت ایک کا سبب یہ بھی ہے کہ وہ ذکر اللہ، جماعت اور نماز سے غفلت کا باعث ہوتا ہے۔(ابن ہمام شرح فتح القدیر:۱۳۸:۸ طبع مصر ۱۳۱۸ھ)
درمختار، فتاوی شامی اور شرح فتح القدیر وغیرہ کی تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ کھیل فی نفسہ کوئی پسندیدہ چیز نہیں تاہم جس کھیل سے دینی یا دنیاوی کوئی معتد بہا فائدہ مقصود ہو وہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع امر شامل نہ ہو۔
درمختار:۲:۶۳۰ طبع مصر
شرح فتح القدیر:۱۳۸:۸ طبع مصر
فتاوی شامی (کتاب الحظر والاباحۃ:۵:۲۷۵ تا ۲۸۲ طبع مصر
شرعی نقطہ نگاہ سے کھیل کی حیثیت کے بارے میں سب سے اہم اور قابل توجہ وہ حدیث نبوی ہے جسے امام بیہقی نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
لست من دد ولا الدد منی — نہ کھیل سے میرا تعلق اور نہ کھیل میرا کام ہے۔
بیہقی: السنن الکبری:۱۰:۲۱۷ طبع بیروت
ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی: الفقہ الاسلامی وادلتہ:۳:۵۷۵ طبع دمشق ۱۹۸۹ء)
سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر ۱۱۵ "افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا" (کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول اور بے مقصد پیدا کیا تھا) کی تشریح میں مولانا مودودی نے لکھا ہے:
"عبثاً کا ایک مطلب تو ہے "کھیل کے طور پر" اور دوسرا مطلب ہے "کھیل کیلئے"-------
دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کیا تم سمجھتے تھے کہ تم بس کھیل کود تفریح اور ایسی لا حاصل مصروفیات کیلئے پیدا کئے گئے ہو جن کا کبھی کوئی نتیجہ نکلنے والا نہیں" (تفہیم القرآن:۳:۳۰۳ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور۔
آمدم برسر مطلب، قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کے مندرجہ بالا حوالہ جات عرض کرنے سے مقصود یہ ہے کہ ملک عزیز میں گزشتہ دنوں کرکٹ ورلڈ کپ کے موقعہ پر من حیث

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

القوم ہم نے جس طرز عمل کا مظاہرہ کیا اس کھیل کو جتنی اہمیت دی گئی، اس کیلئے جتنا اہتمام کیا گیا۔ اس کھیل پر بے دریغ جتنا پیسہ خرچ کیا گیا جیت کی صورت میں کھلاڑیوں کیلئے جن انعامات اور قدردانی کا اعلان کیا گیا۔ ثقافتی پروگراموں اور پاپ میلوں پر کروڑوں کے خرچ کے علاوہ جس ہلکے پن اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا گیا پھر ذرائع ابلاغ پر مؤثر تشہیر، گیت اور جگہ جگہ کھیل سے دلچسپی پیدا کرنے کیلئے مختلف نفسیاتی طریقے بروئے کار لا کر جو فضا قائم کی گئی اور چھوٹے بڑے حتیٰ کہ خواتین تک میں جو جنون پیدا کیا گیا بالخصوص انڈیا کے ساتھ میچ کے دن بڑے بڑے شہر دن دیہاڑے جس طرح ویران ہو گئے، بازاروں میں کاروبار جس طرح ٹھپ رہا۔ دفاتر میں فرائض منصبی کو چھوڑ کر ملازمین ٹی وی کے سامنے یا ریڈیو کان کے ساتھ لگا کر گھنٹوں جس طرح بیکار بیٹھے رہے۔ مساجد میں جس طرح ویرانی رہی، درسگاہوں میں تعلیم کی بجائے ہفتوں جس طرح کھیل کے چرچے ہوتے رہے اور جس طرح کھیل کے ساتھ دلچسپی پیدا کی گئی۔ پھر ان میچوں میں کروڑوں انسانوں کا وقت جو انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے، جس طرح ضائع کیا گیا۔ اور لاتعداد افراد کی ذہنی اور جسمانی توانائیاں جس طرح ضائع کی گئیں کسی بھی اعتبار سے اس چیز کو مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کرکٹ عالمی کپ کے موقعہ پر پورے ملک میں جس قسم کی جنونی کیفیت پیدا ہو گئی تھی یا پیدا کر دی گئی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ اور سب سے بڑی ضرورت ورلڈ کپ کا جیتنا ہے۔ پاکستان اگر ورلڈ کپ جیت لیتا ہے تو گویا سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ شرح خواندگی بڑھ جائے گی، اقتصادی صورت حال بہتر ہو جائے گی، افراط زر کم ہو جائے گا۔ مہنگائی ختم ہو جائے گی، بیروزگاری کا مسئلہ ٹھیک ہو جائے گا۔ برآمدات میں اضافہ ہو جائے گا۔ بیرونی قرضوں کے بوجھ سے جان چھوٹ جائے گی۔ اغیار کے سامنے کشکول لے کر نہیں جانا پڑے گا۔ بجٹ کا خسارہ کم ہو جائے گا۔ دہشت گردی، تخریب کاری اور آئے دن کے بم دھماکے ختم ہو کر ملک میں امن وامان قائم ہو جائے گا۔ ہر آدمی کی عزت، جان اور مال محفوظ ہو جائے گا۔ فرقہ واریت ختم ہو جائے گی۔ وڈیروں اور جاگیرداروں کے مظالم ختم ہو جائیں گے۔ غربت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ معاشرتی وقانونی مساوات قائم ہو جائے گی۔ لسانی گروہی اور صوبائی تعصبات ختم ہو جائیں گے۔ قانون کی بالادستی ہو گی۔ رشوت، ناجائز سفارش اور بدعنوانی ختم ہو جائے گی۔ سیاسی اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار باہمی لڑائی جھگڑے کو چھوڑ کر ملکی مفاد اور قومی ترقی وعروج کیلئے اکٹھے ہو جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس میں شک نہیں کہ کھیل کے میدان میں کامیابی بالخصوص اپنے ازلی حریف انڈیا کے مقابلے میں جیت قوم کیلئے خوشی کا ایک بڑا موقعہ ہے لیکن یہ حقیقت بھی نہیں بھولنی چاہیے کہ قوموں کی عظمت اور کامیابی و کامرانی کھیل کے میدان میں نہیں زندگی کے دوسرے شعبوں میں کامیابی سے متعین ہوتی ہے۔ ہمارے سر کرکٹ کے ایک مقابلے میں ہار جانے سے شرم سے نہیں جھکنے چاہیں بلکہ قومی شرمندگی کا اصل مقام یہ ہے کہ پاکستان دنیا کے بدعنوان ترین ممالک کی فہرست میں پہلے تین ملکوں میں سے ایک ہے۔ ہماری خواندگی کی شرح جنوبی ایشیا میں سب سے کم ہے۔ ہم اپنے ہم وطنوں کو صحت، تعلیم، روٹی کپڑا رہائش جیسی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے سے قاصر ہیں۔ ہمارے یہاں بااثر لوگوں کا قانون الگ اور عام آدمی کیلئے قانون الگ ہے۔

دنیا کی قیادت جن ملکوں کے ہاتھ میں ہے یا آئندہ آئے گی ان کی بالادستی کرکٹ یا کسی دوسرے کھیل کا عالمی چیمپیئن ہونے کی وجہ سے نہیں ہوگی۔ قومی کامیابی کا حقیقی معیار علم سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی، معاشی اور اقتصادی عوامل اور عسکری و سیاسی قوت ہی رہیں گے۔ جاپان اور جرمنی کسی بھی کھیل میں عالمی چیمپیئن نہیں۔ چین کو بیس برس تک اولمپک مقابلوں میں شرکت کی اجازت نہیں ملی۔ تائیوان، سنگاپور، ملائشیا، کوریا کے علاوہ کئی دیگر ممالک نہ کرکٹ کھیلتے ہیں اور نہ ہی کسی دوسرے کھیل میں عالمی چیمپیئن ہیں لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ تمام ممالک ہم سے زیادہ خوشحال ہیں۔

ان گذارشات سے مقصود یہ نہیں کہ کھیلوں پر سرے سے توجہ ہی بند کردی جائے یا ان میں کامیابی کیلئے کوشش نہ کی جائے یا ان میں کامیابی پر جائز حد تک اظہار مسرت نہ کیا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ کھیل کے میدان میں توازن اور اعتدال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ اہم قومی مسائل، جن کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ہے کے فوری حل کیلئے اپنی تمام ترفکری توانائیاں اور مادی وسائل بروئے کار لانے کی بجائے بے فائدہ کھیل تماشے کو اس قدر اہمیت دے دینا شریعت کے علاوہ دنیوی اور عقلی اعتبار سے بھی کسی طرح جائز اور مستحسن نہیں۔

(حافظ محمد سعد اللہ)

مدیر مسؤل

© rasailojaraid.com